

سے جو آزادی حاصل ہوتی ہے، اس میں نہ تو سردمیری پیدا ہوتی ہے نہ دوسروں کے لیے حرارت و تنفس، اور یہی بات زندگی کے لیے اہمیت رکھتی ہے۔ بغیر محبت کے ہم طرح طرح کے مقناد مسائل کو حل نہیں کر سکتے۔ محبت کے بغیر مخفی حصول علم، انتشار میں اضافہ کرتا ہے اور بتاہی کا باعث ہو جاتا ہے۔

مکمل شخصیت رکھنے والا انسان تجربہ کی مدد سے کوئی نہ کوئی طریق کارنکال لیتا ہے، کیونکہ اندر وہی طبع زادِ غایقی تحریک سے خود بخود نئی اصطلاح وجود میں آ جاتی ہے۔ اور یہی سب سے برا فن و ہنر ہے۔ جب بچہ تصویر کھینچنے کا فطری تقاضا محسوس کرتا ہے تو وہ تصویر بنا شروع کر دیتا ہے اور مصوری کی اصلاح کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی طرح صحیح قسم کے استاد وہی کے جاسکتے ہیں جو خود اپنے تجربوں کا احساس کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ تعلیم دیتے جاتے ہیں۔ ایسے اساتذہ تعلیم دینے کی خواہ اپنی اصطلاح میں نکال لیں گے۔ یوں تو ظاہر ہے ایک بہترت معمودی ای

شمع روشن ہو، وہاں وہم و گمان اور خود فرمی کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور صرف تب ہی حقیقت شناسی یا معرفت الہی ممکن ہو سکتی ہے۔ نازک موقعوں پر اور بالخصوص دنیا کی موجودہ نازک حالت میں صحت اور سلامتی کے ساتھ بچتے کی تدبیر تب ہی نکل سکتی ہے۔ جب انسان باطنی سالمیت و تکمیل حاصل کریں۔ لہذا جو والدین اور استاد تعلیم سے واقعی دل چھپی رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مکمل شخصیت کے انسان کیسے تیار کئے جائیں؟ ظاہر ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لیے خود معلم کو ایسی مکمل شخصیت پہلے حاصل کرنی ہوگی۔ پس صحیح قسم کی تعلیم صرف نوجوانوں کے لیے نہیں، بلکہ عمرِ لوگوں کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔ بشر طیکہ وہ سیکھنے کے لیے خواہش مند ہوں، اور ان کی عادات پختہ اور نجہد نہ ہو گئی ہوں۔ چنانچہ بجائے پڑائے رسی سوال کے کہ بچہ کو کیا سکھانا چاہیے، زیادہ مقدم یہ ہے کہ ہم خود کا ایسا کام کر اندھے۔ اگر ہمارہ کام اسے کرنا نہیں تو ہمیں